تحت اللفظ مرثیہ:۲

درحالِ حضرت ابوالفضل العباسؑ ابنِ علیؑ

تمہید جنگِ خیبر

مطلع

حیدرؑ کی ذوالفقار ہے گویا قلم مرا

۱

حیدرؑ کی ذوالفقار ہے گویا قلم مرا
شمشیرِ آبدار ہے گویا قلم مرا
قدرت کا شاہکار ہے گویا قلم مرا
نقّاش کارِ زار ہے گویا قلم مرا
گر ہو رواں تو جنگ کی تصویر کھینچ دے
لوحِ جبیں پہ، یہ خطِ تقدیر کھینچ دے

۲

دشمن جو سر اٹھائے تو سر کو قلم کرے
آنکھیں اگر ملائے نظر کو قلم کرے
تن کر جو کوئی آئے کمر کو قلم کرے
نخلِ امیدِ قلب وجگر کو قلم کرے
جس وقت اس کا رخ سوئے دشتِ مَصاف ہو
چشمِ زدن میں جنگ کا میدان صاف ہو

۳

کرتا ہے آج معرکہ خیبر کا یہ رقم
دیکھو وہ بڑھ رہے ہیں علیؑ یوں بصد حشم
ہے ذوالفقار ایک میں اِک ہاتھ میں علم
نصرت ہے ہمرکاب تو ہے فتح ہمقدم
گو پشت پر اٹھائے امامت کا بار ہے
لیکن ہوا کے دوش پہ دلدل سوار ہے

۴

وقتِ وغا میں جا کے رکا اسپِ خوش قدم
جھک کر علیؑ نے گاڑ دیا سنگ پر علم
فرمایا پھر یہ تن کے فرس پر بصد حشم
بہرِ نبرد نکلے پَرے سے ہو جس میں دم
بدلو خیالِ خیام فراری نہیں ہوں میں
ہوشیار باش جنگ سے عاری نہیں ہوں میں

۵

دیکھو مجھے بغور کہ میں بوتراب ہوں
شیرِ خدا وصیِ رسالت مآبؐ ہوں
چمکا تھا روزِ بدر جو وہ ماہتاب ہوں
برسا تھا جو احد پہ کبھی وہ سحاب ہوں
چمکی جو ذوالفقار نکل کر میان سے
ہوگا عیاں کہ برق گری آسمان سے

۶

یہ سن کے نکلا بیچ سے لشکر کے ایک یل
اژدر کی طرح کھا کے بڑھا ہر قدم پہ بل
چڑھ کر فرس پہ چلنے لگا جب وہ بدعمل
گھبرانا مت میں ساتھ ہوں کہنے لگی اجل
گھوڑے سے جب گرے گا تڑپنے نہ دوں گی میں
مشکل تیری حیات کی آساں کروں گی میں

۷

جس وقت رزم گاہ میں آیا وہ بے شعور
کہنے لگا اکڑ کے فرس پر بصد غرور
مرحب ہوں میری جنگ کا شہرہ ہے دور دور
حیرت ہے میرے نام سے واقف نہیں حضور
کل تک جو بے لڑے ہوئے سردار بھاگے تھے
ہیبت سے میرے بھاگنے والوں سے آگے تھے

۸

کس سے مقابلہ ہے انہوں نے نہیں کہا!
شاید حواس ان کے ابھی تک نہیں بجا!
بہتر ہے آپ بھی نہ ہوں اَب مائلِ وغا
کیا فائدہ جو دل کا نہ حاصل ہو مدعا
اچھی نہیں یہ بات جو دل میں اُمنگ ہے
اس کا رہے خیال کہ مرحب سے جنگ ہے

۹

سن کر علیؑ نے اس یلِ خود سر کا یہ بیاں
آواز دی کہ ہوش میں آ بند کر زباں
رسوا نہ کردیں تجھ کو یہ تیری تَعلّیاں
ہوجائے گا ابھی تیرے دعووں کا امتحان
بھاگے ہیں سب وہ تیرا تن و توش دیکھ کر
کیوں بک رہا ہے تو مجھے خاموش دیکھ کر

۱۰

لشکر سے جھومتا ہوا نکلا ہے بد سِیَر
اَفعی کی طرح کھاتا ہے بل مجھ کو دیکھ کر
اَو پیل تَن دکھاتا ہے کس کو یہ کرّ و فر
لڑنے کو کس سے آیا ہے اس کی نہیں خبر
مرحب ہے تو اگر تو علیؑ ولی ہوں میں
حیدرؑ ہے میرا نام وصیِٔ نبیؐ ہوں میں

۱۱

جس کے لئے بنا تھا نیا در وہی ہوں میں
پیدا ہوا جو کعبہ کے اندر وہی ہوں میں
ہے جس کا نام خلق میں حیدرؑ وہی ہوں میں
چیرا ہے جس نے مہد میں اژدر وہی ہوں میں
ہو کر جوان کعبہ میں معراج پائی ہے
لات وہُبَل کی میں نے خدائی مٹائی ہے

۱۲

بدر و احد کو جس نے کیا سَر وہی ہوں میں
کہتے ہیں جس کو نفسِ پیمبرؐ وہی ہوں میں
ہے پاس جس کے تیغ دو پیکر وہی ہوں میں
جس نے بھگائے سیکڑوں لشکر وہی ہوں میں
بازو رسول پاکؐ کا دستِ خدا ہوں میں
استاد جبرئیلؑ ہوں مشکل کشاء ہوں میں

۱۳

کیوں بڑھتے بڑھتے رک گیا سن کر مرا کلام
لڑنا ہے گر تو سامنے آ کھینچ کر حُسَامُ
میں چاہتا ہوں فیصلہ ہو جائے تا بہ شام
اب تک جو ہو سکا نہ کسی سے کروں وہ کام
مشہور یوں تو خلق میں دستِ خدا ہوں میں
کھل جائے گا یہ دم میں کہ تو کیا ہے کیا ہوں میں

۱۴

سن کر یہ بات غیظ میں بڑھنے کو تھا شقی
لشکر نے دی صدا کہ ٹھہر جا ذرا ابھی
عنترؔ سے ابتدا ہو یہی سب کی ہے خوشی
سردار پہلے جائے یہ دیکھا نہیں کبھی
سر پر جو ذوالفقار کا ایک وار چل گیا
دیکھیں گے سب لڑائی کا نقشہ بدل گیا

۱۵

مارا گیا جو تو تو مٹے گا نشانِ فوج
بھاگے گا سر پہ رکھ کے قدم ہر جوانِ فوج
دب جائے گا زمیں کے تلے آسمانِ فوج
تیرے ہی دم سے بس ہے یہ سب عزّ وشانِ فوج
ہشیار ہو مقابلۂ بوترابؑ ہے
گر تو نہ ہو تو فوج کی مٹی خراب ہے

۱۶

سننا تھا یہ کہ مرحبِ خود سر اُدھر پھرا
عنترؔ کی سمت دیکھ کے اس نے یہ دی صدا
گھوڑے پہ چست بیٹھ کے میداں میں جلد آ
کر مجھ سے پہلے حیدر کرارؑ سے وَغَا
یہ وہ نہیں کہ جن کو ابھی تک بھگایا ہے
ہشیار رہنا شیر بصد غیظ آیا ہے

۱۷

یہ حکم سن کے آیا وہ حیدرؑ کے سامنے
مثل شغال ضیغمِ داور کے سامنے
جرّار باوقار و دلاور کے سامنے
غازی کے صفن شکن کے غضنفر کے سامنے
آئی صدائے غیب یہ مرحبؔ کا بھائی ہے
عنتر کو موت کھینچ کے میداں میں لائی ہے

۱۸

آ کر قریب کھینچ لی تلوار ڈاب سے
تیوری چڑھا کے کہنے لگا بوتراب سے
بھائی نے مجھ کو بھیجا ہے لڑنے جناب سے
اس دم لرز رہا ہوں میں اس کے عتاب سے
بے سَر کیے یہ جنگ میں ہرگز نہ جاؤں گا
پہلے کی طرح آج بھی انعام پاؤں گا

۱۹

فرمایا آپ نے کہ ہے پھر کس کا انتظار
بڑھ وار کر نکالتا ہوں میں بھی ذوالفقار
اس نے چلائی تیغ تو حیدرؑ نے ایک بار
مارا کمر کا ہاتھ جو رد کر کے اس کا وار
بھاگا جو راہوار گرا دھڑ زمین پر
پاؤں اسی طرح رہے سرکش کے زین پر

۲۰

مرحب نے دیکھا دور سے جب راہوار کو
کہنے لگا کہ پھینکا ہے اس نے سوار کو
برداشت کر سکا نہ یہ عنتر کے بار کو
کیسے قرار آئے مرے قلبِ زار کو
میداں میں اس کو بھیج کے پچھتا رہا ہوں
مشکل ہے ضبط لڑنے کو اب جا رہا ہوں میں

۲۱

اتنے میں آیا مرکبِ عنتر قریب تر
دیکھا تمام زین لہو میں ہے تر بتر
پاؤں سے تا بہ نافِ جسد ہے اِدھر اُدھر
غائب مگر ہے نصف بدن سر سے تا کمر
ہلچل مچی یہ دیکھ کے ساری سپاہ میں
دنیا سیاہ ہو گئی اس کی نگاہ میں

۲۲

جوشِ غضب میں چڑھ کے فرس پر بصد الم
بولا یہ اپنی فوج سے جب تک ہے دم میں دم
لوں گا میں انتقام برادر کا بیش و کم
بڑھ کر مرے ہٹے نہیں پیچھے کبھی قدم
لڑ کر علیؑ سے لڑنا ہے ان کی سپاہ سے
بے فتح اب پھروں گا نہ میں رزم گاہ سے

۲۳

یہ کہہ کے آیا سامنے حیدرؑ کے خیرہ سَر
لی تیغ ایک ہاتھ میں اک ہاتھ میں سِپَر
ہونٹوں کو چاٹنے لگا غصے میں بد سِیَرُ
بولا علیؑ سے کیوں تمہیں اب تک نہیں خبر
اِس کا نہیں خیال یہ دشتِ نبرد ہے
اُس سے مقابلہ ہے جو میداں کا مرد ہے

۲۴

شہرہ ہے میری جرات وہمت کا چار سو
تم سے بھی جنگ ہو یہی دل میں تھی آرزو
پوری وہ ہو گی آج کہ آئے ہو رو برو
بولے علیؑ کہ ختم کر اب اپنی گفتگو
سمجھا تھا میں کہ ڈھونڈھنے بھائی کو آیا ہے
کہتا تھا وہ بھی فوجوں کو میں نے بھگایا ہے

۲۵

فرما کے یہ علیؑ نے نکالی جو ذوالفقار
پیچھے ہٹا یہ سوچ کے دل میں وہ بد شعار
حملہ کریں گے دور سے گر شاہِ نامدار
آسان ہوگا روکنا بڑھ کر سِپَرُ پہ وَار
دو چار وار روک کے موقع جو پاؤں گا
میں بھی کمر کا ہاتھ علیؑ پر چلاؤں گا

۲۶

بولے علیؑ کہ ہٹتا ہے کیوں پیچھے او شِغَال
دعووں کا تیرے کھل گیا ہم پر ابھی سے حال
آساں نہیں جو دل میں ہے اس دم تیرے خیال
آ کر قریب تیغ زنی کا دکھا کمال
حسرت نکال جرات وہمت سے کام لے
دل کو سنبھال بھائی کا اب انتقام لے

۲۷

بھائی کا نام سن کے لعین غیظ میں بڑھا
مہمیز کر کے گھوڑے سے گھوڑا ملا دیا
مرکب کی باگ کھینچ کے حضرت نے یہ کہا
گھوڑے سے لڑنے آیا ہے یا مجھ سے بے حیا
پہلو بچا بچا کے برابر سے وار کر
کیوں وقت کھو رہا ہے ہُنَرُ آشکار کر

۲۸

یہ بات سن کے اس نے کیے وار تین چار
چل پھر کے شاہِ دیں نے کیا رَدْ ہر ایک وار
آتا تھا تیغ تول کے جس وقت نابکار
خفت اٹھا اٹھا کے پلٹتا تھا بار بار
مڑ مڑ کے دیکھتا تھا وہ اپنی سپاہ کو
جس طرح تشنہ لب کوئی تکتا ہے راہ کو

۲۹

وار اس لعیں کا جب نہ کوئی کار گر ہوا
دل نے کہا کہ ہوش میں آ جان کو بچا
قوت پکاری گر نہیں ہمت تو بھاگ جا
غیرت نے دی صدا کہ نہ رَن سے قدم ہٹا
سردار بھاگتا ہے اگر رزم گاہ سے
گر جاتا ہے وہ فوج کی فوراً نگاہ سے

۳۰

مرحب یہ سوچنے لگا آخر میں کیا کروں
میداں سے بھاگ جاؤں کہ جم کر وغا کروں
بہتر تو یہ ہے اپنے فرائض ادا کروں
جس طرح ہو مقابلۂ مرتضیٰؑ کروں
آئی صدا قرار نہیں ہے فرار میں
بھائی تڑپ رہا ہے تیرے انتظار میں

۳۱

آیا بجبر پھر وہ مقابل حضور کے
دب دب کے وار کرنے لگا دور دور کے
جب سارے وار ہو چکے رد بے شعور کے
ناری چراغ پا ہوا بڑھنے سے نور کے
شہ نے کہا کہ قصد ہے بے جا فرار کا
میں بھی تو ایک وار کروں ذوالفقار کا

۳۲

ہُشیار اُس کو کر کے چلائی جو ذوالفقار
اللہ رے ضرب سینہ و سر کو کیا فگار
سینے کو کاٹ کر ہوئی اِس درجہ بے قرار
زینِ فرس پہ جا کے رکی تیغِ آبدار
تیزی سے بڑھ کے ٹھہری جو تلوار زین پر
دو ٹکڑے ہو کے گر پڑا سرکش زمین پر

۳۳

زینِ فرس سے جب وہ لعیں خاک پر گرا
آ کر قریب یہ ملک الموت نے کہا
حیراں ہے عقل آج یہ میں دیکھتا ہوں کیا
مردود میرے آنے سے پہلے ہی چل بسا
اس کی قضا تو آ کے مرے ہوش کھو گئی
کیا ذوالفقار ہی ملک الموت ہو گئی

۳۴

دیکھی نہیں کہیں بھی کبھی یہ وغا کی شان
پانی میں ذوالفقار کے موجِ فنا کی شان
ہر ضرب میں تلاطمِ محشر بلا کی شان
بندے میں یہ کمال یہ قدرت خدا کی شان
دنیا میں ایسی تیغ نہ ایسا جواں ہوا
یہ وہ بشر ہے جس پہ خدا کا گماں ہوا

۳۵

مرحب کے ہم رکاب تھے جتنے زبوں شعار
ضربِ علیؑ کو دیکھ کے سب ہو گئے فرار
پہنچے قریبِ قلعۂ خیبر باضطرار
درباں کھڑے تھے کھول دیا دَر کو ایک بار
جتنے بھی آ سکے انہیں جلدی میں بھر لیا
خندق کے پل کو توڑ کے در بند کرلیا

۳۶

کچھ دیر بعد اِدھر سے چلے اس طرح علیؑ
پیچھے تمام فوج تو آگے ظفر چلی
وہ اس خیال میں تھے کہ سَر سے بَلا ٹلی
پہنچی جو یہ خبر تو پڑی سب میں کھلبلی
دربانوں نے کہا کہ درِ قلعہ بند ہے
مضطر نہ ہو عبث تمہیں خوفِ گزند ہے

۳۷

خندق کے پاس اتنے میں جا پہنچے مرتضیٰؑ
دیکھا کہ اُس پہ ہے نہ کوئی پُل نہ راستا
دل میں خیالِ در ہے بہرحال کھولنا
اترے فرس سے اور بہ تعجیل یہ کیا
وہ جستُ کی کہ دیکھ کے ہر شخص دنگ تھا
شہرت میں جس کی عرصۂ خندق بھی تنگ تھا

۳۸

ساقی کدھر ہے دیکھ ذرا مَے کشوں کا حال
در میکدے کا کھول دکھا منظرِ جمال
وہ مَے پلا کہ جس کو خدا نے کیا حلال
پینے سے جس کے دور ہو رنج وغم ومَلاَل
آئے ہیں تیرے در پہ تو پھر کر نہ جائیں گے
ہم تشنہ کام اب یہیں دھونی رمائیں گے

۳۹

اس در سے بے پئے ہوئے جانا گناہ ہے
حکمِ نبیؐ یہی ، یہی حکمِ اِلٰہ ہے
ایماں کی ہے یہ اصل یہی حق کی راہ ہے
ہم مَے کشوں کے دین کا خالق گواہ ہے
مَے خانہ سب کا ایک ہے اور جام ایک ہے
چودہ پلانے والے ہیں پر نام ایک ہے

۴۰

ساقی نہ دیر کر کہ یہ ہے وقتِ امتحاں
اُس در کے پاس دیکھ وہ آئے شہِ زماں
چالیس مِل کے کھولتے ہیں جس کو پہلواں
حیدرؑ نے ان میں ڈال دیں داوٗدی انگلیاں
بچپن میں جیسے پھینکا تھا اژدر کو پھاڑ کے
پھینکا اسی طرح درِ خیبر اکھاڑ کے

۴۱

خیبر کا در کھلا کہ درِ فتح وَا ہوا
قلعہ کے بام و در جو ہلے غلغلہ ہوا
اک شور تھا نزولِ عذابِ خدا ہوا
قلب و جگر لرز گئے محشر بپا ہوا
اس نوجواں نے پھینکا ہے یہ در اکھاڑ کے
ہوجائیں جس کی ضرب سے ٹکڑے پہاڑ کے

۴۲

انساں ہے یا ملک ہے یہ خندق کے درمیاں
پاؤں ہوا پہ چہرۂ پرنور ضَو فشاں
ہاتھوں پہ در ہے جس پہ ہیں سب فوج کے جواں
خندق سے پار کر کے انہیں لائے گا یہاں
گھیرے میں ہیں فنا کے کہ کہاں اب پناہ ہے
بھاگیں کدھر کہ حکمِ اجل سدّ راہ ہے

۴۳

یہ شور تھا کہ قلعہ میں داخل ہوئے علیؑ
تیغیں علم کیے ہوئے ہمراہ فوج تھی
مرحب کی فوج دیکھ کے روپوش ہوگئی
جتنے مکیں تھے قلعہ کے چھپنے لگے سبھی
دی یہ صدا ہراک کو امامِ انام نے
ہے خیریت اسی میں نکل آؤ سامنے

۴۴

ہتھیار رکھ دو کھول کے سب کچھ نہ کھاؤ غم
تم پر نہیں مجال کسی کی کرے ستم
آئے ہیں تم کو راہِ صداقت دکھانے ہم
یہ بات کہہ کے گاڑ دیا صحن میں علم
پھر کیا تھا سب نے شہ کی اطاعت قبول کی
ایمان لائے دے کے گواہی رسولؐ کی

۴۵

سب انتظام کر کے شہنشاہِ دیں پناہ
رخصت ہوئے یہاں سے بصد شان وعزّ وجاہ
تھے منتظر جو دیر سے پیغمبرِؐ الٰہ
بے چین ہو کے دیکھتے تھے سوئے گرد راہ
بولا کوئی کہ حیدرِ صفدر وہ آگئے
شیرِ الٰہ فاتحِ خیبر وہ آگئے

۴۶

خوش ہو گئے یہ سنتے ہی سردارِ انبیاءؐ
بھائی کی شان دیکھ کے شکرِ خدا کیا
فرمایا پھر یہ سب سے کہ آگے بڑھو ذرا
خیبر کو فتح کر کے پھرا ہے وصی میرا
بدلے لیے ہیں خوب تمہاری شکست کے
بڑھ بڑھ کے ہاتھ چوم لو اس حق پرست کے

۴۷

حکمِ رسولؐ سن کے وہ فوراً ہوئے رواں
کچھ لوگ کرتے جاتے تھے آپس میں یہ بیاں
کر دیتے جس کے حق میں دعا سرورِ زماں
خیبر کو فتح کر کے یوں ہی پھرتا بے گماں
منظور اگر نہ ہوتا رسالت مآبؐ کو
کرتا نہ کامیاب خدا بوترابؑ کو

۴۸

یہ لوگ اس خیال میں پہنچے تھے چند گام
دیکھا کہ دور رک گیا حیدرؑ کا خوش خرام
مقصود تھا رسولِ خداؐ کا جو احترام
پشتِ فرس سے کود پڑے شاہِ خاص و عام
فرمایا سب سے تہنیتِ فتح دوں گا میں
دو راستہ رسولِ خداؐ سے ملوں گا میں

۴۹

پہنچے علیؑ جو پیشِ رسولِ فلک حشم
تسلیم کی ادب سے کئی بار ہو کے خم
کی عرض آج فاتحِ خیبر ہوئے جو ہم
اقبال تھا حضورؐ کا اللہ کا کرم
دی تہنیت جو فاتحِ جنگِ عظیم نے
لپٹا لیا گلے سے رسولِ کریمؐ نے

۵۰

بولے نبیؐ علیؑ پہ قیادت کو ناز ہے
عزم و ثبات و زور و شجاعت کو ناز ہے
ہیبت کو رعب و داب و جلالت کو ناز ہے
مہر و وفا و حلم و متانت کو ناز ہے
مولیٰ علیؑ ہیں شاہِ ولایت ہیں مرتضیٰؑ
واللہ افتخارِ رسالت ہیں مرتضیٰؑ

۵۱

ایماں کی شرح ،شانِ شریعت علیؑ کی ذات
جانِ سلوک،روحِ طریقت علیؑ کی ذات
بحرِ عطا و جود و فضیلت علیؑ کی ذات
مقصودِ حق ،ظہورِ حقیقت علیؑ کی ذات
اِک ضرب اِن کی کُل کی عبادت سے کم نہیں
یہ ذات حق نُما یدِ قدرت سے کم نہیں

۵۲

عصمت کا فخر،نازِ طہارت ہیں مرتضیٰؑ
نفسِ رسولؐ، اصلِ امامت ہیں مرتضیٰؑ
معراجِ مصطفیٰؐ کی شہادت ہیں مرتضیٰؑ
معجز نما ،کمالِ کرامت ہیں مرتضیٰؑ
رنگِ گلِ حدیقۂ ربِّ جلیل ہیں
یہ اپنی ہر صفت سے خدا کی دلیل ہیں

۵۳

شیرِ خدا و صفدر و جرّار ہیں علیؑ
غازی و فوجِ حق کے علمدار ہیں علیؑ
مردِ وغا و حیدرِ کرار ہیں علیؑ
عقدہ کشا و کاشفِ اسرار ہیں علیؑ
میں جانتا ہوں یا مرا خالق کہ کیا ہیں یہ
حق جس کے ساتھ ساتھ ہے وہ حق نما ہیں یہ

۵۴

لاریب جو رسول خداؐ نے بیاں کیا
بے شک نہیں فضائلِ حیدرؑ کی انتہا
کہتے ہیں صرف یہ وہی جو حق ہے چاہتا
واللہ یہ کلامِ خدا کا ہے فیصلہ
سارے جہاں میں آپ کا ہمسر کوئی نہیں
بعدِ نبیؐ علیؑ کے برابر کوئی نہیں

۵۵

جیسے علیؑ کو حق نے نبیؐ کا وصی کیا
اولادِ مرتضیٰؑ کو یہ ورثہ ہوا عطا
واقف ہیں سب جو مرتبہ سبطینؑ کو ملا
اک اور بھی علیؑ ولی کا ہے مہ لقا
عباس نامدارؑ سراپائے مرتضیٰؑ
وہ کربلا کی جان تمنائے مرتضیٰؑ

۵۶

دنیا میں یادگار ہے اس شیر کی وفا
بعدِ علیؑ نہ ایسا کوئی باوفا ہوا
جس طرح تھے علیؑ ولی پیشِ مصطفیٰؐ
ویسے ہی یہ تھے خدمتِ شبیر میں سدا
تھے مرتبہ شناس شہِ مشرقین کے
بیٹھے کبھی نہ آ کے برابر حسینؑ کے

۵۷

حکمِ خدا سمجھتے تھے حکمِ امام کو
تنہا نہ چھوڑتے تھے شہِ خاص و عام کو
سنتے تھے غور سے شہِ دیں کے کلام کو
آتے ہوئے جو دیکھتے شاہِ انام کو
اٹھتے تھے سب سے پہلے ہی تعظیم کے لئے
جھکتے تھے بار بار یہ تسلیم کے لئے

۵۸

جس دم چلے مدینہ سے شاہنشہِ ہُدا
تھے ساتھ ساتھ حضرتِ عباسؑ باوفا
رستے میں پیش آیا اگر کوئی واقعا
جس پر یہ شیر بیشۂ حیدر بگڑ گیا
قسمیں دیں اپنے حق کی شہِ مشرقین نے
مشکل سے ہر جگہ پہ سنبھالا حسینؑ نے

۵۹

پائی خبر جو مسلمؑ بے کس کی راہ میں
کی عرض خدمتِ شہِ عالم پناہ میں
مولاؑ سیاہ ہوگئی دنیا نگاہ میں
آئے گا اب قرار مجھے رزم گاہ میں
میں انتقام لے کے برادر کا آؤں گا
کوفے میں جا کے خون کا دریا بہاؤں گا

۶۰

غیظ وغضب کے جوش میں بپھرا ہوا ہژبرؔ
ہونٹوں کو چابنا وہ سوئے کوفہ دیکھ کر
قبضہ پہ ایک ہاتھ تو اک ہاتھ باگ پر
وہ عزمِ انتقام میں نظریں اِدھر اُدھر
ہمشیر پر کبھی کبھی شہ پر نگاہ تھی
غصے میں کانپتا تھا بدن لب پہ آہ تھی

۶۱

تلقین صبر کرتے تھے جب شاہِ بحر وبر
کچھ اور دل تڑپتا تھا ہوتی تھی چشم تر
بیوہ بہن کے بچوں پہ پڑتی تھی جب نظر
روتے تھے پھوٹ پھوٹ کے عباسؑ نامور
بڑھتے تھے جب تو سرورِ دیں روک لیتے تھے
سر کا پدر کے واسطہ بھائی کو دیتے تھے

۶۲

ان کو سنبھالتے ہوئے شاہنشہِ زماں
القصہ سوئے منزلِ مقصد ہوئے رواں
ٹھہرے جو اک مقام پہ تو یہ ہوا عیاں
مانند سیل آتا ہے اک لشکرِ گراں
دیکھا جو یہ تو گھوڑوں پہ جرّار چڑھ گئے
غیظ وغضب میں حضرت عباسؑ بڑھ گئے

۶۳

چشمِ زدن میں پہنچے جو اس فوج کے قریں
للکار کر کہا کہ ٹھہر جاؤ بس وہیں
آگے قدم بڑھے تو سمجھ لو کہ سر نہیں
فرزندِ بوترابؑ ہوں ہل جائے گی زمیں
دیکھو یہاں قیام شہِ بحر و بر کا ہے
آئے ہو تم کہاں سے ارادہ کدھر کا ہے

۶۴

عباسؑ سے یہ فوج کے سردار نے کہا
میں کیا بتاؤں آپ کو صدمہ ہے پیاس کا
بیدم ہے فوج گھوڑوں کا بھی حال ہے برا
ہے زندگی محال نہ پانی اگر ملا
لے چلیے ہم کو سید والاؑ کے سامنے
پیاسوں میں جان آئے گی دریا کے سامنے

٦٥

سن کر یہ بات دور سے شہ نے کہا کہ آؤ
عباسؑ جتنا پاس ہے پانی انہیں پلاؤ
تم ہو پسر کریم کے شانِ کرم دکھاؤ
جب پی چکیں تو اِن سے کہو اپنی راہ جاؤ
دشمن بھی یہ اگر ہیں تو کچھ غم نہ کھاؤ تم
کارِ ثواب ہے انہیں پانی پلاؤ تم

٦٦

آقا کا حکم سنتے ہی عباسِؑ باوفا
کہنے لگے یہ آب کشوں کو بلا بلا
مشکیں اٹھا کے جلد بڑھو دیر اب ہے کیا
پانی پلاؤ ان کو نہیں سوچنے کی جا
ہم ہیں مطیع حکمِ شہِ دیں پناہ کے
گھوڑے بھی رہنے پائیں نہ پیاسے سپاہ کے

٦٧

جس وقت ساری فوج وہ سیراب ہو چکی
سردار سے حسینؑ نے یہ بات تب کہی
میں خوب جانتا ہوں جو نیت ہے اب ترِی
تو حر ہے اور یہ فوج ہے بے شک یزید کی
جو حکم ہے تجھے وہ بجا لائے گا ضرور
لیکن رہے خیال کہ پچھتائے گا ضرور

٦٨

سمجھا کے اس کو آپ نے گھوڑا طلب کیا
ہو کر سوار چلنے لگے جب شہِ ہدا
بڑھ کر لجام تھام لی حر نے غضب ہوا
عباسِؑ نامدار کو بس غیظ آ گیا
آئے قریب دوڑ کے اس بدخصال کے
فرمایا ہاتھ تیغ کے قبضے میں ڈال کے

٦٩

او بے خبر حواس میں آ ہوش کر بجا
معلوم ہوگیا کہ نہیں ہے تجھے حیا
احسان کو حسینؑ کے دم میں بھلا دیا
غافل چکھاؤں بے ادبی کا تجھے مزا
اس کا نہیں خیال کہ عباسؑ ساتھ ہے
بس جلد باگ چھوڑ کہ قبضہ پہ ہاتھ ہے

٧٠

دیکھا جو شہ نے آ گیا عباسؑ کو جلال
فرمایا حر سے ہاتھ ہٹا او زبوں خصال
تو جانتا نہیں یہ ہے شیرِ خدا کا لال
کردے گا دم میں تجھ کو تری فوج کو حلال
موقع نہیں ہے سوچنے کا چھوڑ باگ بھاگ
روکا ہے میں نے شیر کو رخ موڑ بھاگ بھاگ

۷۱

حر نے سنی جو شاہ کی یہ بات ڈر گیا
چھوٹی فرس کی باگ تو چہرہ اتر گیا
لشکر کی سمت بھاگ کے مثلِ نظر گیا
شاید یہیں سے دل میں وہ کچھ سوچ کر گیا
حر اس طرف گیا شہِ دیں اس طرف چلے
جلوے بکھیرتے ہوئے درِ نجف چلے

۷۲

پہنچے جو کربلا میں شہِ آسماں وقار
خود چلتے چلتے رک گیا اسپِ وفا شعار
بڑھ کر قریب آگئے عباسؑ نامدار
کی عرض کیوں ٹھہر گیا حضرت کا راہوار
فرمایا آپ نے یہیں خیمے بپا کرو
منزل پہ ہم پہنچ گئے شکرِ خدا کرو

۷۳

آخر لبِ فرات لگائے گئے خیام
مصروفِ اہتمام تھے عباسؑ نیک نام
جس کے سپرد جو تھا وہی کر رہا تھا کام
بیٹھے تھے ایک سمت شہنشاہِ خاص و عام
دیکھا کسی نے گرد اُڑی کوفہ کی راہ سے
لیکن ابھی ہے دور بہت خیمہ گاہ سے

۷۴

کچھ دیر بھی نہ گذری تھی جو یہ ہوا عیاں
ہیں کچھ سوار کھولے ہوئے فوج کے نشاں
اور ان کے پیچھے پیچھے ہے اک لشکرِ گراں
دیکھا جو یہ تو بڑھ گئے عباسؑ ناگہاں
فرمایا ہاتھ تیغ کے قبضے پہ ڈال کے
بس اب اگر بڑھو تو ذرا دیکھ بھال کے

۷۵

سردارِ فوج کون ہے کہہ دو نکل کے آئے
کس کی ہے فوج کیا ہے ارادہ ذرا بتائے
ہم روکتے نہیں جہاں جانا ہے بچ کے جائے
اڑنے نہ پائے گرد قدم اس طرح اٹھائے
برپا لبِ فرات یہ ان کے خیام ہیں
جو بادشاہ دیں شہِ عالی مقامؑ ہیں

۷۸

سردار نکلا سن کے یہ عباسؑ کا کلام
بولا یہاں سے جلد ہٹا دیجیے خیام
ہو گا ہماری فوج کا اس نہر پر قیام
تجویز آپ کرلیں کوئی دوسرا مقام
فوجوں پہ فوجیں آئیں گی ساحل یہ تنگ ہے
اس جا کسی حسینؑ سے ہونے کو جنگ ہے

۷۷

سننا تھا یہ کہ آ گیا عباسؑ کو جلال
فرمایا بک رہا ہے یہ کیا او زبوں خصال
خیمے ہٹائیں ہم یہ ہے بے جا ترا خیال
دیکھے اٹھا کے آنکھ ادھر کس کی ہے مجال
فوجوں کا ذکر کرتا ہے شیروں کے سامنے
باتیں بنا رہا ہے دلیروں کے سامنے

۷۸

ہے کون تیرے سامنے اس کی نہیں خبر
پہچانتا نہیں مجھے او شُوم و بد سِیَرُ
عباسؑ میرا نام ہے حیدرؑ کا ہوں پسر
پچھتائے گا جو تو نے بڑھایا اِدھر قدم
بھولے سے بھی خیال نہ کرنا فرات کا
یہ نہر اب تو رشتہ ہے میری حیات کا

۷۹

یہ کہہ کے تیغ کھینچ لی غازی نے نیام سے
فرمایا بڑھ کے دیکھ ذرا اس مقام سے
کہتا ہے جنگ ہو گی امامِ انام سے
آ پہلے کر مقابلہ ان کے غلام سے
دے حکم اپنی فوج کو تیری مدد کریں
سب مل کے تیرے ساتھ میرے وار رَد کریں

۸۰

سن کے یہ گفتگو علی اکبرؑ بھی آ گئے
عباسِؑ نامور کے برادر بھی آ گئے
زینبؑ کے دونوں ماہِ مُنَوَّرُ بھی آ گئے
تیوری چڑھا کے دلبرِ شبّرؑ بھی آ گئے
عباسؑ کو جلال میں پایا جو شیروں نے
تلواریں بڑھ کے کھینچ لیں فوراً دلیروں نے

۸۱

سردار نے یہ دیکھ کے لشکر کو دی صدا
آگے بڑھو مدد کے لئے دیکھتے ہو کیا
یہ سن کے فوجِ شر ہوئی آمادۂ وغا
دونوں طرف سے کھنچ گئیں تیغیں غضب ہوا
عباسؑ کو جو غیظ میں دیکھا حسینؑ نے
فرمایا بڑھ کے بادشہِ مشرقینؑ نے

۸۲

عباسؑ کس خیال میں ہو آ گئے ہیں ہم
دیکھو تمہیں بلاتی ہے زینبؑ اسیرِ غم
دیتا ہوں تم کو اپنی محبت کی میں قسم
آگے قدم بڑھائے تو ہو گا مجھے الم
حکمِ امامؑ سنتے ہی جرّار پھر پڑا
قدموں پہ آ کے شہ کے وفادار گر پڑا

۸۳

شہ نے اٹھا کے سینے سے اپنے لگا لیا
جوشِ غضب میں شیر کا تن کانپنے لگا
بولے حسینؑ اے مرے جرّار مرحبا
طاری ہے رعب لشکرِ اعدا لرز گیا
شیرِ خدا کی طرح غضنفر ہو شیر ہو
بابا کو جس پہ ناز تھا تم وہ دلیر ہو

۸۴

عباسؑ جنگ کے لئے آتا جو میں یہاں
کیا میرے ساتھ ہوتے یہ بچے یہ بیبیاں
میں راز اپنے عزم کا کیوں کر کروں بیاں
ہونا ہے میرے صبر کا اس بَن میں امتحاں
مانو خدا کے واسطے حکمِ امامؑ کو
ساحل سے چل کے جلد اٹھا لو خیام کو

۸۵

سمجھا کے لے چلے جو شہنشاہِ دین پناہ
اک بار مڑ کے شیر نے دیکھا سوئے سپاہ
خیموں کے پاس پہنچے تو کی ایک سرد آہ
تار آنسوؤں کے بن گئی وہ غیظ کی نگاہ
پھر بولے خادموں سے کہ خیمے اکھاڑ دو
چاہیں جہاں حضورؑ وہاں چل کے گاڑ دو

۸۶

القصہ دور نہر سے برپا ہوئے خیام
ناقے سے اتریں ثانیٔ زہراؑ باحترام
دریا پہ قبضہ کرنے لگی آ کے فوجِ شام
حسرت سے دیکھتے رہے عباسؑ نیک نام
دل پیچ و تاب کھاتا تھا کچھ یوں جلال میں
مجبور جیسے شیر ہو لوہے کے جال میں

۸۷

فوجوں پہ فوجیں آنے لگیں پھر تو روز و شب
تھی ساتویں کہ بھر گیا وہ دشت سب کا سب
جاری ہوا یہ حکم بنِ سعدِ بے ادب
پانی سپاہِ شاہ میں جانے نہ پائے اب
پہچانتی نہیں ہے ابھی فوجِ شام انہیں
لڑنا ہے ان سے گر تو رکھو تشنہ کام انہیں

۸۸

تھا تابعِ امامؑ جو شیر خدا کا شیر
بے اذن جنگ کر نہیں سکتا تھا کچھ دلیر
کرتا علیؑ کی طرح سے فوجوں کو ورنہ زیر
کشتوں کے پشتے دشت میں ہوتے سروں کے ڈھیر
فوجیں ہزیمتوں کا نشاں بن کے بھاگتیں
دشتِ وغا سے برگِ خزاں بن کے بھاگتیں

۸۹

جب شاہِ دیں کے ناصر ویاور ہوئے شہید
مسلمؑ کے لال قاسمؑ بے پر ہوئے شہید
زینبؑ کے دونوں ماہِ مُنَوَّرْ ہوئے شہید
سب بھانجے بھتیجے برادر ہوئے شہید
جوشِ وغا میں اکبرؑ و عباسؑ پھرتے تھے
قدموں پہ شاہِ دیں کے بصد یاس کرتے تھے

۹۰

رخصت طلب تھے حضرتِ عباسؑ نامدار
کرتے تھے عرض جوڑ کے ہاتھوں کو بار بار
باقی ہے کون آپ کو اب کیا ہے انتظار
اکبرؑ پہ اس غلام کو کر دیجیے نثار
قدموں پہ ان کے جان گنواؤں تو خوب ہے
اس کا صلہ بتولؑ سے پاؤں تو خوب ہے

۹۱

اک التماس تم سے ہے اکبرؑ مری سنو
آقا پہ صدقے ہونے دو پہلے غلام کو
دیں اذنِ جنگ شہ سے سفارش میری کرو
اکبرؑ میں بھیک مانگتا ہوں مجھ کو بھیک دو
با آبرو ہوں اور بھی با آبرو کرو
سرکار فاطمہؑ میں مجھے سرخرو کرو

۹۲

دیکھا جو شہ نے شیر کو ہے جذبۂ وغا
دل میں یہ سوچنے لگے آخر کروں میں کیا
پائے گا گراجازتِ میداں یہ باوفا
دیکھے گا پھر نہ شام نہ کوفہ نہ کربلا
فوجوں کو لے کے دور کہیں گر نکل گیا
کیا ہوگا پھر جو عصر کا ہنگام ٹل گیا

۹۳

اِس فکر میں تھے شاہ کہ خیمے میں غل ہوا
عمّو کدھر چلے یہ سکینہؑ نے دی صدا
شہ نے سنی یہ بات تو عباسؑ سے کہا
پہلے ملو بھتیجی سے پھر رَن کی لو رضا
گھر میں گئے سکینہؑ کو دیکھا نڈھال ہے
بچوں کا مارے پیاس کے جینا محال ہے

۹۴

یہ حال دیکھ کر ہوئے عباسؑ بے قرار
اک مشک لے کے خیمے سے نکلے بحالِ زار
آئے قریب شاہؑ کے با چشم اشک بار
کی عرض مشک بھرنے کو جاتا ہوں جاں نثار
فرمایا شاہِ دیں نے علم بھی اٹھاؤ تم
ورثہ ہے یہ علیؑ کا اسے لے کے جاؤ تم

۹۵

شبیرؑ مطمئن ہوئے غازی رواں ہوا
مل کر امامِ دیں سے نمازی رواں ہوا
پاکر اشارہ شیر کا تازی رواں ہوا
بڑھ کر غلامِ شاہِ حجازی رواں ہوا
میداں میں پہنچا بارِ امانت لیے ہوئے
رگ رگ میں شیرِ حق کی شجاعت لیے ہوئے

۹۶

حملہ کیا اسد نے جو تلوار کھینچ کر
میداں تمام بھر دیا لاشوں سے سر بسر
پہنچا شکار کھیلتا ساحل پہ شیرِ نر
جو پاسباں تھے نہر کے بھاگے اِدھر اُدھر
پیراک جس قدر تھے وہ اس پار ہو گئے
کچھ بھاگنے میں ڈوب کے فی النار ہو گئے

۹۷

گھوڑا اُڑا کے نہر میں داخل ہوا جری
کاندھے سے مشک اتار کے جرّار نے بھری
تسمے سے منھ کو باندھ دیا دوش پر دھری
آیا نکل کے نہر سے ساحل پہ کوثری
دیکھا کہ فوج بھاگی ہوئی سدّ راہ ہے
بپھرا ہے شیر خیمے کی جانب نگاہ ہے

۹۸

یہ فکر تھی خیام میں پانی یہ کیسے جائے
مجھ سے زیادہ مشک کے دشمن ہیں سب یہ ہائے
ہے غور کا مقام کوئی یہ ہمیں بتائے
یوں کوئی کیسے جنگ کرے مشک بھی بچائے
پھر میری آبروئے قیادت کا خوں نہ ہو
اس دار وگیر میں یہ علم سرنگوں نہ ہو

۹۹

اللہ ری شجاعتِ عباسؑ نامدار
گھوڑا بڑھا کے کھینچ لی شمشیرِ آبدار
فرمایا بڑھ کے غیظ میں اے فوجِ بد شعار
بھاگے تھے کیوں جو آئے ہو پھر بہرِ کارزار
زیبا نہیں یہ بات سپاہی کے واسطے
لائے ہو کس کو پشت پناہی کے واسطے

۱۰۰

دیتے جو اذنِ جنگ مجھے شاہِ خاص و عام
باقی زمیں پہ رہتا نہ اک دشمنِ امامؑ
اب تو یہی ہے فکر مجھے اے سپاہِ شام
یہ مشکِ آب لے کے پہنچ جاؤں تا خیام
پہلے یہ چاہتا ہوں کہ وعدہ وفا کروں
یہ مشک دے کے آؤں تو تم سے وغا کروں

۱۰۱

یہ بات کہہ کے شیر چلا جانبِ خیام
دل میں خیال ہوں گے میرے منتظرِ امامؑ
دیکھا بھرا ہے فوجوں سے دشتِ وَغا تمام
حملہ کیا اَسد نے جو لے کر علیؑ کا نام
تلوار یوں چلی کہ لعیں خوں میں تر ہوئے
کٹ کر سروں کے ڈھیر اِدھر اور اُدھر ہوئے

۱۰۲

بے سر کے تھے سوار جو میداں میں چار سو
رکتے نہ تھے کسی سے کہیں اسپِ تند خو
چلنے میں نرخروں سے ابلتا تھا یوں لہو
فوارہ بن گئی تھی ہر اک گردنِ عدو
کچھ دیر بھی نہ گذری تھی سب پر عیاں ہوا
دشتِ وغا میں خون کا دریا رواں ہوا

۱۰۳

دیکھا جو ابنِ سعد نے یہ رنگِ کارزار
کہنے لگا پکار کے فوجوں سے نابکار
تنہا سے تشنہ کام سے ہے اتنا انتشار
حلقے میں لے کے کیوں نہ کیے ہر طرف سے وار
اس درجہ بدحواس ہو میرا بھی ڈر نہیں
تن تن کے لڑنے آئے تھے سر کی خبر نہیں

۱۰۴

چلّایا پھر بتاؤ کماندار ہیں کدھر
اس انتشار کی انہیں شاید نہیں خبر
برسائیں تیر سقّے پہ مشکیزہ تاک کر
پایا جو حکم کھنچ گئے چلّے اِدھر اُدھر
آئے جو تیر مشک پہ عباسؑ جھک گئے
آگے کبھی بڑھے کبھی رستے میں رک گئے

۱۰۵

دیکھا جو یہ تو بھاگے ہوئے پھر کے آئے سب
تیغوں کے وار کرنے لگے بڑھ کے بے ادب
اک گرز سامنے سے لگا سر پہ ہے غضب
شق ہو گئی جبیں تو ہوئی روح پر تعب
میں کیا بتاؤں شیر پہ کیا کیا ستم ہوئے
مشکِ سکینہؑ چھد گئی بازو قلم ہوئے

۱۰۶

کٹ کر زمیں پہ ہاتھ گرے دونوں ایک دم
اک ہاتھ میں تھی تیغ تو اک ہاتھ میں علم
پانی بہا تو دل میں کہا یہ بچشمِ نم
خیمے میں اب گیا تو بہت ہوگا مجھ کو غم
ہوگی سکینہؑ در پہ مرے انتظار میں
دیکھے گی کیسے مجھ کو وہ اس حالِ زار میں

۱۰۷

راکب کے اس خیال کو مرکب سمجھ گیا
رخ کو پھرا کے خیمے کی جانب سے وہ چلا
زخمی تھا گو کہ تیر تھے پیوست جابجا
پھر بھی یہ فکر شیر کو صدمہ نہ ہو ذرا
کچھ دور ہی چلا تھا بصد یاس گر پڑے
پشتِ فرس سے حضرت عباسؑ گر پڑے

۱۰۸

آواز دی کہ یا شہِ ذی جاہ آیئے
ٹھنڈا ہوا علم اسے آ کر اٹھایئے
اک بار پھر غلام کو صورت دکھایئے
ہمراہ اپنے اکبرؑ مہرو کو لایئے
آ کر مجھے اٹھائیں گے تعظیم کے لئے
لائیں گے ہاتھ ڈھونڈ کے تسلیم کے لئے

۱۰۹

آئی صدا جو شیر کی بولے شہِ اممؑ
اکبرؑ چلو کہ جاتے ہیں بھائی کو لینے ہم
پہنچے جو قتل گاہ میں دونوں بصد الم
دو ہاتھ پائے آہ جو شانوں سے تھے قلم
دیکھا بھری ہے خون سے تلوار ہاتھ میں
اب تک علم لئے ہے علمدارؑ ہاتھ میں

۱۱۰

دستِ بریدہ تیغ و علم لے کے شاہِ دیںؑ
اکبرؑ کے ساتھ آئے جو عباسؑ کے قریں
دیکھا لہو سے شیر کی سب سرخ ہیں جبیں
اب کیا رواںؔ بیاں ہو کہ تابِ سخن نہیں
بھائی کی لاش شاہ نہ خیمے میں لا سکے
مشک و علم تو آئے نہ عباسؑ آ سکے

۱۱۱

ہاں دیکھیں اہل غم نظر آتا ہے وہ علم
عباسؑ جس کو لے کے گئے تھے بصد حشم
پنجہ چمک چمک کے یہ کہتا ہے دم بدم
ماتم کرو کہ شیر کے بازو ہوئے قلم
اس میں بندھی ہے ایک حزینہ کی یادگار
یہ مشک اب رہے گی سکینہؑ کی یادگار

۱۱۲

جس کا علم ہے یہ وہ علمدار مر گیا
پانی نہ لا سکا تو جہاں سے گذر گیا
یہ اس کا خون ہے جو پھریرے میں بھر گیا
تھا نامور جری تو بڑا نام کر گیا
اس سے سَدا بڑھے گی جلوسِ عزا کی شان
ہے اس علم میں قائدِ فوجِ خدا کی شان